بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

اللہ اکبر! آج انسان اخلاقی انحطاط و پستی کے کس قعرِ عظیم میں گر پڑا ہے کہ کل تک جو چیزیں اخلاقیات عامہ کے اصول موضوعہ کا حکم رکھتی تھیں اور جن کو اپنے اندر پیدا کیے بغیر کوئی شخص انسانی شرف و مجد اور شرافت نفس کا مستحق نہیں ہو سکتا تھا آج نہ صرف یہ کہ کھلے بندوں ان کو نظر انداز کیا جا رہا ہے بلکہ طاقت و قوت شہرت و نمود، ہر دلعزیزی و ناموری حاصل کرنے کے لئے ان اصول اخلاقیات کے برعکس راستہ پر چلنا لازمی اور ضروری قرار پا گیا ہے۔ یہ اخلاقی انحطاط ہر جگہ اور ہر قوم کی زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں ہے۔ لیکن سیاست تو خاص طور پر اب ایک ایسا حمام بن کر رہ گئی ہے جس میں اچھے سے اچھے ثقہ اور نیک آدمی کو بھی ننگا ہونا پڑتا ہے۔

سچ بولنا۔ انصاف کرنا۔ بات کا پاس کرنا اور قول و فعل میں مطابقت۔ یہ چند چیزیں انسانی اخلاق عامہ اور تمام مذاہب و ادیان کے ایسے ابتدائی اسباق ہیں جن کی تعلیم ہر بچہ کو شروع سے دی جاتی ہے اور عملی زندگی میں ان پر کاربند رہنے کی اسے برابر تاکید و تلقین کی جاتی ہے۔ لیکن آج ان کی رسوائی کا یہ عالم ہے کہ دنیا میں جو جتنا بڑا لیڈر ہے اسی قدر وہ ان سے باغی اور منحرف ہے۔ سر اسٹیفرڈ کرپس نے اسٹرلنگ کی قیمت گھٹانے کا اعلان کیا تو چند گھنٹے پہلے تک دنیا کو یہی یقین دلاتے رہے کہ قیمت نہیں گھٹے گی وزیر اعظم ہند نے الہ آباد میں تقریر کرتے ہوئے صاف صاف کہا کہ راشٹریہ سیوک سنگھ پر ہم اب بھی اعتماد نہیں کر سکتے لیکن اس کے چند روز بعد ہی کانگرس ورکنگ کمیٹی نے اس جماعت کے لوگوں کو کانگرس کے ممبر بننے کا حق دے دیا۔ آج نئی دہلی سے واشنگٹن تک غلغلہ برپا ہے کہ ہم گاندھی جی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں لیکن اس دعویٰ کا مذاق اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس جماعت کے لوگوں نے گاندھی جی کی

انتہائی مظلومانہ شہادت پر مٹھائی تقسیم کی اور گھی کے چراغ جلائے آج انھیں کے لئے کانگرس کا دروازہ کھولا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ گاندھی جی کی زندگی کے صرف دو اصول تھے ایک سچائی اور دوسرا عدم تشدد۔ کوئی بتائے کہ ان میں سے کس پر اور کہاں عمل ہو رہا ہے ہر وزیر کے اعمال و افعال کا محاسبہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس نے اپنے محکمہ سے متعلق سرکاری اعلانات و بیانات دیئے اور پھر ان کو عملی جامہ پہناتے وقت کہاں تک اور کس حد تک سچائی کا پاس رکھا ہے؟ اس کے قول و فعل میں کتنی مطابقت ہے؟ اس کے بیانات کہاں تک واقعات و حقائق سے تطابق رکھتے ہیں؟ گاندھی جی کا اٹھنا بیٹھنا مذہب اور خدا پر ایمان تھا۔ مگر یہاں کسی کارروائی میں کسی وزیر کی زبان سے آپ نے خدا اور مذہب کا نام سنا ہے؟ گاندھی جی کہتے تھے وزیروں کو حضرت عمرؓ کی طرح سادہ زندگی بسر کرنی چاہیے۔ لیکن یہاں ہو کیا رہا ہے؟ وزیروں کے لئے شاندار کوٹھیاں۔ نوکروں کا ہجوم۔ اعلیٰ قسم کی موٹریں، نہایت عمدہ فرنیچر۔ ہوائی جہاز سب کچھ ہیں لیکن کروڑوں انسانوں کے لئے سر چھپانے کو ایک چھت۔ بدن ڈھانکنے کو کپڑا۔ اور پیٹ بھرنے کو روٹی بھی نہیں ہے۔ گاندھی جی ہندوستانی تھے اور پکے ہندوستانی۔ صورت شکل۔ وضع قطع لباس اور رہن سہن کے طور وطریق ہر اعتبار سے!! لیکن ہمارے وزیروں کو مغربی لباس پہن کر فخر ہوتا ہے۔ انگریزی کھانے انھیں زیادہ مرغوب ہیں اور طرز معاشرت بھی انھیں مغربی ہی بھاتا اور پسند آتا ہے۔ گاندھی جی قرآن اور گیتا دونوں کے عاشق تھے اور اپنی پرارتھنا میں دونوں کو سنتے تھے لیکن یہاں ریڈیو اسٹیشن سے دونوں کا نشر بند کیا جارہا ہے۔ گاندھی جی اس کے قائل تھے کہ ہر شخص کو مذہبی آزادی ملنی چاہیے لیکن یہاں حال یہ ہے کہ گذشتہ عید اضحیٰ کے موقع پر متعدد مقامات پر فساد ہوا اور وہاں کے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بھی محرم بن گیا گاندھی جی پریم کی تصویر اور سراپا محبت تھے۔ وہ دوستوں کے جاں نثار اور دشمنوں کے دوست تھے لیکن یہاں پرانے دشمنوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے جاں نثار دوستوں کو بھی ٹھکرایا جارہا اور ان پر بے اعتمادی کا اظہار کیا جارہا ہے۔